سبحان اللہ اس ملک ارض و سماء نے اپنے متقی بندوں کے لئے اپنی ملاقات سے پہلے کیسی کیسی جنات و نعیم عطا کر رکھی ہیں اور اسی دارالعمل میں انہیں حقیقی جنتوں کی جھلک دکھا رکھی ہے کہ وہ اپنی اپنی پہنچ کے برابر اس سے حصہ پا رہے ہیں۔

سلف صالحین میں سے کسی کہنا ہے۔

اگر بادشاہوں اور ان کی اولاد کو ہماری کیفیت (اطمینان وسکون) کا علم ہوجائے تو وہ اس کے حصول وبازیابی کے لئے ہمارے ساتھ تلواروں سے لڑ پڑیں۔ اور فرمایا اہل دنیا کی حالت قابل رحم ترس ہے یہ تو دنیا سے دنیا کے پاکیزہ ترین اور خوشگوار احوال پائے بغیر ہی چل دیتے ہیں سائل نے کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت اور اس کا ذکر۔ بعض نے اس کیفیت کی تعبیریوں کی ہے۔ دل پر کچھ ایسے اوقات گزرتے ہیں کہ وہ خوشی میں جھوم اٹھتا ہے کسی نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔ کبھی کبھی مجھ پر ایسے اوقات کا گزر ہوتا ہے کہ میں بلااختیار بول اٹھتا ہوں اگر اہل جنت کو اس طرح کی حالت نصیب رہے گی۔ تو ان کی زندگی واقعی قابل رشک اور عمدہ زندگی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت اس کی معرفت دائمی یاد اور اسکے ساتھ خالص محبت صرف اسی کا خوف اسی سے امید اسی پر توکل اس کے ساتھ ہی معاملہ ایسا معاملہ کہ انسان کے ارادہ خیال اور عزم پر وہی مسلط و حاوی ہو یہی دنیا کی جنت اور نعمت ہے جس کی مثال نہیں اور اہل محبت کی آنکھ کی ٹھنڈک اور عارفین کی زندگی ہے۔

بقیہ باب الفتاویٰ

اٹھا کر جس طرح بھی ممکن ہو نماز پڑھنا جائز ہے۔

۵۔ سردیوں میں شدید برف باری میں محصور ہونا:

ایسی صورت میں یہ مورچے اسی جگہ پر ہیں اس لئے ان مورچوں میں محصور ہونا' اقامت گاہ میں بند اور محصور ہوتا ہی ہے۔ نماز قصر کرنا جائز نہیں۔

بالآخر خلاصہ یوں ہے کہ پاک افواج کیلئے کشمیری سرحدوں پر مذکورہ صورت میں نماز قصر کرنا جائز نہیں البتہ ضرورت کے پیش نظر خوف کی حالت میں نماز خوف پڑھنا جائز ہے جب امن ہو گا تو فوراً امن والی حالت کی طرح نماز ادا کرنا لازم ہو گا۔

ھذا ما عندنا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حقائق سے چشم پوشی کیوں...؟

تحریر: محمد رمضان جانباز سلفی۔ فیصل آباد

اسلامی معاشرے میں عورت کو جو مقام رفعت حاصل ہے کسی دوسرے مذہب اور معاشرے میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ لیکن اس بلند مقام و مرتبہ کے باوجود بعض "لبرل مسلم خواتین" اسلام دشمن عناصر کے "اشارۂ ابرو" پر یا مغربی تہذیب کی تقلید میں "مساوات مرد و زن" اور "آزادی نسواں" کا ڈھنڈورا پیٹ رہی ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی طرف سے اخبارات و رسائل میں بیانات اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ایسی ہی ایک "جسارت" کرتے ہوئے یونیورسٹی آف لیوزویل امریکہ میں مذہبی تعلیمات کی پروفیسر ڈاکٹر رفعت حسن صاحبہ فرماتی ہیں...... "قرآن نے عورت کو مرد کے برابر درجہ دیا ہے اور کہیں بھی عورت کی گواہی کو آدھا نہیں کہا گیا..... قرآن نے عورت کو وہ تمام بنیادی حقوق دیئے ہیں جو مرد کو حاصل ہیں...... یہ تصور کہ مرد کو عورت پر برتری حاصل ہے سراسر لاعلمی اور جہالت کی نشاندہی کرتا ہے ...... ہم انسانی حقوق کو ہائی جیک نہیں ہونے دیں گے۔ کیونکہ یہ وہی حقوق ہیں جو ہمیں قرآن حکیم نے سینکڑوں سال پہلے عطاء کئے تھے۔ ..... قرآن حکیم میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جو خاندانی منصوبہ بندی کے خلاف ہو۔ قرآن حکیم میں زندہ بچوں کے قتل سے روکا گیا ہے لہذا پیدائش کے عمل سے پہلے ان کی پیدائش کو روکا جا سکتا ہے۔" (ماہنامہ سکھی گھر صفحہ ۱۴ مئی ۱۹۹۵ء)

ادارہ ثقافت اسلامیہ کے ڈائریکٹر رشید احمد جالندھری "لب کشائی" کرتے ہوئے فرماتے ہیں ..... قرآن حکیم میں کہیں بھی عورت کو کم عقل قرار نہیں دیا گیا۔ انہوں نے اس بات کو خوش آئند قرار دیا کہ آج کل تین اسلامی ممالک پاکستان، ترکی اور بنگلہ دیش میں خواتین حکمران ہیں۔ (ایضاً صفحہ ۱۵)

"سکھی گھر" میں یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے بلکہ اس سے قبل بھی قرآن و حدیث میں مبالغہ آرائی کرتے ہوئے ایسے بیانات بکثرت شائع ہوتے رہتے ہیں۔ دراصل ان

لوگوں کا مقصد ایسا کر کے لوگوں کو اپنا "ہمنوا" بنانا ہے تاکہ وہ اسلامی تعلیم و عقائد سے منحرف ہو کر مغربی تہذیب و تمدن کو اپنائیں کہ جن مغربی اسلام دشمن عناصر کی یہ شیطانی سوچ ہے کہ عورت کو "چراغ خانہ" کی بجائے "شمع محفل" بنایا جائے۔

اس تحریر میں ہم اپنے قصور علم کے ساتھ قارئین کے سامنے مذکورہ بالا بیانات کی "نقاب کشائی" کریں گے تاکہ حقیقت حال واضح ہو سکے۔ بقول شاعر..... ع

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

چنانچہ ترتیب وار بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے ہمارے سامنے محترمہ رفعت حسن کی یہ بات ہے کہ .... قرآن نے عورت کو مرد کے برابر درجہ دیا ہے۔"

اس سلسلے میں عرض ہے کہ اللہ رب العزت کے ہاں عزت عظمت اسے حاصل ہے جو باایمان، متقی، پرہیز گار، بااخلاق اور نیک سیرت کا مالک ہو چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم سب میں عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہو۔ (حجرات ۱۳)

اور دوسرے مقام پر فرمایا گیا "من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیاۃً طیبۃً ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانو یعملون" (النحل ۹۶)

"جس مرد یا عورت نے اچھے عمل کئے اور وہ مومن ہے تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کو ان کے انجام دیئے ہوئے بہتر اعمال کا بہترین اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔"

عورت اور مرد کا مقام:۔

اور جہاں تک حقوق کی بات ہے تو اس مسئلے میں ارشاد ہوتا ہے۔ "ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ" (البقرہ ۲۲۸)

"اور عورتوں کا حق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسا دستور کے مطابق مردوں کا حق عورتوں پر ہے البتہ مردوں کو عورتوں پر کچھ فضیلت ہے۔"

اور ایک مقام پر مردوں کی حاکمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ..... "**الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض و بما انفقوا من اموالھم**" (نساء ۳۴)

"مرد عورتوں کے نگران اور حاکم ہیں' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک صنف (قوی) کو دوسری صنف (ضعیف) پر بڑائی دے رکھی ہے اور اس لئے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔"

اس آیت مبارکہ سے مردوں کی "قوامیت" دو بنیادوں سے ثابت ہے۔ اولاً یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے اس لحاظ سے مردوں کو خواتین پر ایک گونہ فضیلت حاصل ہے۔ ثانیاً یہ کہ مرد' خواتین پر اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ان کی ضروریات زندگی کا بار اٹھاتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مرد کی قوامیت کے متعلق رقمطراز ہیں کہ ..... ضروری ہے کہ مرد کو اپنی بیوی کا قوام بنایا جائے اور فطرت کا تقاضہ ہے کہ عورت پر مرد کو غلبہ حاصل ہو' اس لئے کہ مرد عقل میں کامل سیاست میں ماہر' حمایت میں مضبوط اور ننگ و عار کو دور کرنے کی صلاحیت کا مالک ہے اور اس حیثیت سے بھی مرد کو عورت پر برتری حاصل ہے کہ مرد عورت کو کھانا' لباس اور گھر مہیا کرتا ہے۔ (حجتہ اللہ بالغہ جلد ۲ صفحہ ۱۳)

اور پھر اگر دیکھا جائے تو ثابت ہوگا کہ مرد کو عورت پر کچھ نہ کچھ فضیلت اور برتری ضرور حاصل ہے جیسا کہ عورت کی گواہی مرد کے مقابل نصف ہے' عورت کی دیت نصف ہے' میراث اور عقیقے میں اسے مرد سے نصف رکھا ہے' اس پر نماز باجماعت اور مسجد میں حاضری لازم نہیں' اس پر نماز جمعہ فرض نہیں' حیض و نفاس میں اسے نماز کی رخصت ہے' اس پر جہاد فرض نہیں' اس کو محرم کے بغیر سفر کی اجازت نہیں' اسے رجوع کا حق حاصل نہیں ہے۔ جبکہ نبوت و رسالت' خلافت' ملک' بادشاہت و امارت سب مرد کو ہی

حاصل ہوتی ہے۔ یہی حاکم بنتا ہے، یہی مجاہد ہے، غرض اس کے کندھوں پر وہ سب کچھ ہے جس سے عورت کے کمزور کندھے خالی ہیں۔ امید ہے کہ ہماری یہ مختصر سی بحث "قلب سلیم" رکھنے والے کیلئے کافی ہے۔ بقول شاعر....

دریائے خوں بہانے سے اے چشم فائدہ؟
دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں!

کیا عورت کی گواہی نصف ہے؟:-

آئیے اب مزید پیش قدمی کرتے ہیں کہ محترمہ رفعت حسن کا یہ فرمانا کہ "قرآن میں کہیں بھی عورت کی گواہی کو آدھا نہیں کہا گیا" معلوم ہوتا ہے کہ محترمہ جانے انجانے حقائق سے چشم پوشی اختیار کر رہی ہیں ورنہ قرآن میں واضح ارشاد ربانی ہے کہ ...."

واستشهدوا شهيدين من رجالكم فان لم يكونا رجلين فرجل وامراتن ممن ترضون من الشهداء ان تضل احداهما فتذكر احداهما الاخرى "(بقرہ ۲۸۲)

"اور اپنے میں سے دو گواہ مرد رکھ لو، اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کرلو تاکہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے۔"

اس آیت مبارکہ سے جہاں ایک مرد کے مقابل دو عورتوں کی گواہی کا پتہ چلتا ہے وہیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ .... عورت ناقص العقل ہے۔ اس کے دماغ یا عقل میں کوئی ایسی کمزوری (نقص) ضرور ہے جس کی بناء پر اس کے ذہن میں الجھاؤ پیدا ہوتا ہے اور گفتگو کرتے ہوئے بات غیر واضح اور مبہم سی رہ جاتی ہے۔ عورت کے ذہن کی یہ کمزوری ایک فطری چیز ہے۔ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ اپنی صحیح میں "**شهادة النساء**" کا باب باندھ کر ابو سعید خدریؓ سے مروی یہ روایت لائے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا "**اليس شهادة المراة مثل نصف شهادة الرجل قلنا بلى قال**

فذلک من نقصان عقلها" کیا عورت کی گواہی مرد سے آدھی نہیں ہے؟ عرض کیا گیا ہاں (بے شک) آپ ؐ نے فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی عقل کم ہے۔ (تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۶۸۸)

اکثر عورتیں جہنمی ہیں کیوں....؟

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ اور استغفار کرو کیونکہ میں نے جہنم میں تمہاری اکثریت دیکھی ہے۔ عورتوں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول ؐ ایسا کیوں ہے؟ فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو اور اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم سے بڑھ کر عقل اور کم دین کے ساتھ ایک عقلمند مرد کو بے وقوف بنا دینے والی کسی کو نہیں دیکھا۔ عورتوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہماری عقل اور دین کی کمی کیا ہے؟ فرمایا اما نقصان العقل فشهادة امراتين تعدل شهادة رجل فهذا نقصان العقل و تمكث الليالي ما تصلى و تفطر فى رمضان فهذا نقصان الدين۔"

"عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے اور دین میں کمی یہ ہے کہ عورت جب حیض کی حالت میں ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ رمضان کے روزے رکھتی ہے۔ یہ اس کے دین کا نقصان ہے۔"
(تیسیر الباری شرح بخاری جلد اول صفحہ ۲۴۲ بحوالہ مسلم مترجم جلد اول صفحہ ۱۷۳)

ان روایات اور آیت قرآنی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مرد کے مقابل عورت کی گواہی نصف ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت ذہنی طور پر کمزور ہے۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی ذہنی کمزوری پر کچھ روشنی ڈالی جائے۔ دور جدید کا ایک محقق فلاسفر علامہ پروڈن اپنی کتاب "ابتکار النظام" میں لکھتا ہے کہ .....

"عورت کا وجدان بمقابلہ مرد کے اسی قدر کمزور ہے جس قدر اس کی عقلی قوت'

مرد کی عقلی قوت کے مقابلے میں ضعیف نظر آتی ہے۔ اس کی اخلاقی قوت بھی مرد کے اخلاق سے بالکل مختلف ہے اور ایک دوسری قسم کی طبیعت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس چیز کے حسن و قبح کے متعلق وہ رائے قائم کرتی ہے وہ مردوں کی رائے کے مطابق نہیں ہوتی۔ پس مرد اور عورت میں یہ فرق کوئی عارضی فرق نہیں ہے بلکہ یہ عورت کی طبعی خاصیت پر مبنی ہے۔" (مسلمان عورت۔ علامہ فرید وجدی صفحہ ۴۱)

علامہ پروڈن کے اس اقتباس کو پیش کرتے ہوئے خود علامہ فرید وجدی صاحب لکھتے ہیں کہ

"حواس خمسہ، جس پر انسان کی عقلی اور دماغی نشوونما کا دارومدار ہے اس میں سخت اختلاف پایا جاتا ہے۔ علامہ نیکولس اور علامہ بیلی نے ثابت کر دیا ہے کہ عورت کے حواس خمسہ مرد کے حواس خمسہ سے ضعیف ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۴۲)

پھر آگے چل کر علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ ..... سائیکولوجیا نے ثابت کر دیا ہے کہ عورت کے بھیجے اور مرد کے بھیجے میں مادتاً اور شکلاً سخت اختلاف ہے، مرد کے بھیجے کے وزن کا اوسط عورت کے وزن سے سو ڈرام زیادہ ہے۔" (ایضاً صفحہ ۴۴)

جدید تحقیق نے بھی ثابت کر دیا کہ عورت ضعیف العقل ہے جبکہ مرد کو علم و عقل، جسمانی قوت و طاقت، فکری، انتظامی اور تدبیری امور میں عورت پر برتری عطا کی گئی ہے۔ اللہ رب العزت نے مرد کو توانا اور طاقت ور جسم دیا، اس کی اعصاب اور پٹھے ایسے بنائے جو ناگوار حالات اور مشکلات کا تحمل کر سکتے ہیں۔ جبکہ عورت نازک مزاج اور کمزور بدن ہوتی ہے اس کے اندر تحمل و برداشت کا مادہ کم اور اس کے جذبات بڑے حساس ہوتے ہیں۔ لہٰذا اسلام نے دونوں کے مزاج اور ہمت کے مطابق ان پر ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ مرد کیونکہ گھر کا سربراہ اور نگران ہوتا ہے اس کے ذمے بیوی بچوں کو کما کر کھلانا اور ان کی دیگر ضروریات پوری کرنا ہے اور عورت کے ذمے گھریلو انتظام و انصرام اور بچوں کی تعلیم و تربیت وغیرہ کی ذمہ داری ہے چنانچہ عورت کو ... "وقرن فی بیوتکن" "اور وقار سے گھروں میں ٹکی رہو" کی بجائے مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کی توفیق و ترغیب دینا

عورت کے مقام و مرتبہ کے منافی اور اس کی تذلیل نہیں تو اور کیا ہے؟ مغربی تہذیب کے "رسیا" "دانشوران اسلام" اپنے اس "فعل" پر عقل و بصیرت سے کام لیں اور "آزادی نسواں" کا شور مچا کر مغربی عورت کی طرح اسے "شمع محفل" بنا کر اس کی تذلیل نہ کریں کہ ہر کوئی عورت کو "ٹشو پیپر" یا "نفسانی خواہش" کا کھلونا سمجھ کر استعمال کرتا پھرے۔

اب مزید آگے چلئے.....! محترمہ رفعت حسن فرماتی ہیں۔ "ہم انسانی حقوق کو ہائی جیک نہیں ہونے دیں گے کیونکہ یہ وہی حقوق ہیں جو ہمیں قرآن حکیم نے سینکڑوں سال پہلے عطا کئے تھے۔"

محترمہ !..... اس مسئلہ میں حق بجانب ہیں لیکن ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ انسانی حقوق کو "ہائی جیک" کون کر رہا ہے!!! وہ لوگ جو قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق مرد و عورت کے حقوق کی پاسبانی کرتے ہوئے انہیں عزت و عظمت کے مقام علیا پر "متمکن" دیکھنا چاہتے ہیں یا کہ آپ! جو مرد و عورت کے حقوق چھین کر "عورت" کو ذلت و رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرانا چاہتے ہیں۔ اگر انسانی حقوق سے آپ کی مراد "مساوات مرد و زن" اور "آزادی نسواں" ہے تو یہ سراسر قرآن و سنت سے آپ کی لاعلمی اور جہالت ہے۔ اسلام نے مرد و عورت کا دائرہ کار الگ الگ رکھا ہے اور عورت کو "وقرن فی بیوتکن" کہہ کر گھر میں چراغ خانہ بن کر رہنے کی تلقین کی ہے۔

... اور جہاں تک حقوق کی بات ہے تو اس سلسلے میں چند باتیں اختصار کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں۔ سب سے پہلے یہ قرآنی آیت دیکھئے "ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ" (بقرہ ۲۲۸)

اور عورتوں کا حق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسا کہ دستور کے موافق مردوں کا حق عورتوں پر، البتہ مردوں کو عورتوں پر کچھ فضیلت ہے۔" اور حدیث مبارک میں ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورت کا حق خاوند پر کیا ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ اور اس کے چہرے پر نہ مارو اور اسے بری بات نہ کہو اور اس کے ساتھ گھر کے علاوہ کہیں قطع

تعلق نہ کرو۔ (ابو داؤد بحوالہ ابن ماجہ مترجم جلد دوئم صفحہ ۲۳)

عورت کی ذمہ داریاں:۔

اور خاوند کا حق عورت پر کیا ہے؟ بیان کرتے ہوئے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ... وہ عورتیں تمہارے بستروں پر ایسے انسان کو پاؤں نہ رکھنے دیں جن کو تم برا جانتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو آنے کی اجازت نہ دیں جن کو تم برا جانتے ہو۔ (ایضاً صفحہ ۱۹۱)

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر میں کسی کو دوسرے کیلئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اور اگر مرد اپنی عورت کو یہ حکم کرے کہ وہ لال پہاڑ کی طرف سے سیاہ پہاڑ کی طرف اور سیاہ پہاڑ کی طرف سے لال پہاڑ کی طرف پتھر ڈھوئے تو عورت کو چاہئے کہ اس کام کو بجالائے۔ (ابن ماجہ مترجم جلد دوم صفحہ ۲۴)

اور ایک روایت میں ہے آقائے کائنات نے فرمایا "والذی نفس محمد بیدہ" اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ مین میری جان ہے عورت اپنے رب کا حق ادا نہ کرے گی جب تک کہ اپنے خاوند کا حق ادا نہ کرے۔ (ایضاً ۲۵)

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالٰی کسی ایسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گا جو اپنے شوہر کی قدر نہ کرے جبکہ وہ اس سے بے نیاز بھی نہ ہو۔ (نسائی، بزار)

اور ایک روایت میں ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو اپنی حاجت نفسانی کے لئے بلائے تو اسے آنا چاہیے اگرچہ وہ تنور پر کیوں نہ ہو۔ (رواہ ترمذی ونسائی، بحوالہ ریاض الصالحین مترجم جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

امید ہے کہ عورتیں پوری دیانتداری سے اپنے شوہر کے حقوق ادا کر کے اسے راضی اور خوش رکھتی ہوں گی اگر ایسا ہے تو یہ بڑی سعادت کی بات ہے۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے جو عورت فوت ہو جائے اور اس کا خاوند اس پر خوش تھا تو وہ جنت میں داخل

ہوگی۔ (ترمذی)

ان روایات کو پڑھ کر امید ہے کہ محترمہ رفعت حسن صاحبہ اس پر ضرور عمل پیرا ہوں گی کیونکہ بقول ان کے "یہ وہی حقوق ہیں جو ہمیں قرآن حکیم نے سینکڑوں سال پہلے عطا کئے تھے" اور یہاں ہم ان کی خدمت میں یہ ضرور کہیں گے کہ...

اوروں سے کہا تم نے اوروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا

منصوبہ بندی قرآن کی نظر میں:۔

چلتے چلتے ذرا ان کی اس بات پر بھی "نظر" کرتے جائیں کہ .... قرآن حکیم میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جو خاندانی منصوبہ بندی کے خلاف ہو۔ قرآن حکیم میں زندہ بچوں کے قتل سے روک گیا ہے لہٰذا پیدائش کے عمل سے پہلے ان کی پیدائش کو روکا جا سکتا ہے۔"

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ قرآن مجید میں بھوک و افلاس کے ڈر سے "قتل اولاد" سے روکا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ ..... "**ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق نحن نرزقهم وایاکم**" اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ہم ان کو بھی اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں۔ (بنی اسرائیل ۳۱)

جبکہ خاندانی منصوبہ بندی کے ماہرین کا نظریہ ہے کہ اگر آبادی بڑھنے کی یہی رفتار رہی تو آنے والے چند برسوں میں "خوراک" کا انتظام مشکل ہو جائے گا۔ لوگ بھوک و افلاس میں مبتلا ہو جائیں گے۔ لہٰذا اس آفت سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرتے ہوئے بچوں کی پیدائش کو روکا جائے۔" حالانکہ یہ سب شیطانی خیالات اور وسوسے ہیں جو ان لوگوں کی اپنی "ایجاد" ہیں۔ آبادی میں اضافے سے نہ تو رزق کی کمی ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس سے معیشت کی تباہی کا کوئی اندیشہ ہے۔ ہم مسلمانوں کو "ضبط تولید" جیسا قبیح فعل زیب نہیں دیتا جو کہ اللہ کی فیاضی و رزاقی پر بے یقینی کے مترادف ہے۔ کیونکہ فرمان الٰہی ہے۔ "**وما من دابة في الارض**